

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فکر آخرت

اس طرح نیک اور صالح ہم نشین سے تعلق و محبت کی بنا پر جو رشتہ وسیلہ جوں ہے یا تو فیض اور دنیوی و اخروی فوز و فلاح کا کوئی ذریعہ اس سے ہاتھ آ جائے گا اگر یہ نہ ہو سکا تو کیا یہ ہی کم ہے کہ جو لمحہ و ساعت اس کی صحبت میں سکون و طمانیت کا ملا اس کا حصول کہیں اور ممکن نہ تھا یہی حالت بدکار سے محبت اور تعلق کا ہے کہ بدکار کی ہم نشینی اور تعلق میں اول تو دین و دنیا کا خسارہ و تباہی میں واقع کرنے کا خطرہ ہے بدکار سے محبت حصول سعادت کی صلاحیت و استعداد کو سلب کر دیتا ہے اور اگر آدمی اپنے آپ کو عزیمت و ارادہ کا پکا سمجھ کر بدکردار سے دوستی کی بیٹنگیں بڑھائے تو اس کی صحبت میں کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ زندگی کے قیمتی لمحات جو کہ اللہ کی رضا و خوشنودی میں صرف ہو سکتے تھے وہی لمحات دل و دماغ کی پراگندگی اور لا حاصل صحبت کی ناخوشگواری میں صرف ہو گئے اور پھر یہ رشتہ و تعلق صرف دنیا میں کارگر یا مضر نہ ہوگا بلکہ روزِ حشر و قیامت بھی یہی محبت و رشتہ حضور کے ارشاد المرء مع من احب قائم رہے گا اگر یہاں ایک آدمی کا تعلق اٹھنا بیٹھنا صلحا علماء اور دیندار اشخاص کے ساتھ ہے تو روزِ حشر بھی انہی کے ساتھ اٹھنا نصیب ہوگا اور اگر تعلق و محبت بدکاروں فساق و فجار سے دنیا میں رہا تو روزِ قیامت ان کی رفاقت میں حاضری ہوگی۔

اپنا آئینہ اپنا چہرہ: اب آئیے اپنی طرف کہ ہماری دوستی اور دشمنی کا معیار کیا ہے ہمارے تعلق جوڑنے اور توڑنے کا دار و مدار ذاتی مفادات پر مبنی ہے اگر کسی نے تقریب میں دعوت دی خواہ غیر شرعی تقریب کیوں نہ ہو دعوت دینے والے رشتہ سے باہر بلکہ بالکل اجنبی ہی کیوں نہ ہو اس پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور اگر رشتہ میں سب سے قریبی عزیز نے کسی موقع پر غلطی سے بھی یاد نہ کیا تو اس سے صلہ رحمی و مروت کے تمام رشتے کاٹ کر دشمنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بد قسمتی سے آج بیشتر مسلمانوں میں یہ ہمت اور جرأت ہی نہیں کہ وہ اپنی محبت اور عداوت کی بنیاد دین پر استوار کر دیں ذاتی مفاد اور اپنے جھوٹے انا کی تسکین کے لئے تو ہم میں غیبت اور طاقات بھی بے پناہ ہے ہر کسی سے دشمنی بھی مول لینے کے لئے تیار ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ و قرآن اور شریعت کی تنقیص و توہین کی جائے سر عام شعائر دین کا مذاق اڑایا جائے ہم میں پھر غیرت نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ اللہ کی رضا کے لئے کسی سے محبت و تعلق اور اسی ذات برحق کی خوشنودی کے لئے بغض بھی وہ کارنامہ ہے کہ اسی جذبہ سے محبت و بغض رکھنے والا

شخص بھی قیامت کے پُر آشوب دن اللہ کے سایہ رحمت کے نیچے مقام و سکون پائے گا۔ حالانکہ ایک مسلمان کے کامل مسلمان ہونے اور مومن کے کامل مومن ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضورؐ کے اس ارشاد پر سختی سے کار بند ہو کہ:

عن ابی سعید خدری قال قال رسول ﷺ من رأى منكماً منكراً فليغيره بیده وان لم يستطع فبلسانہ وان لم يستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان۔ (رواة مسلم والترمذی) ”نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کر دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت کم درجہ ہے۔“

اس ارشاد کی روشنی میں اپنے آپ پر نظر ڈالتے ہیں کہ کتنے آدمی ہم میں سے ایسے ہیں کہ کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھ کر ہاتھ سے روک دیتے ہیں یا صرف زبان سے اس کی برائی اور ناجائز ہونے کا اظہار کرتے ہیں یا کم از کم ایمان کے اس کم تر درجہ کے موافق دل ہی سے اس کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے تعلق توڑتے ہیں یا اس سے دوستی کو مزید مستحکم کرنے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔

گھر کی فکر: مسلمانوں کی تباہی اور روز افزوں بربادی و رسوائی کی وجوہ یہی ہیں کہ ہر شخص اپنے گھر کے لوگوں کو اپنے زیر کفالت اولاد اور ماتحتوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی اس نظر سے نہیں دیکھتا کہ کتنے واضح معامی و بدکاریوں میں وہ لوگ مبتلا ہیں اور کوئی بھی اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا اور نہ ان کے ساتھ محبت و ربط میں کمی آنے دیتا ہے اور نہ دل میں کسی وقت یہ خطرہ و خوف محسوس ہوتا ہے کہ میرا یہ بیارا احکم الحاکمین کی نافرمانی کر کے کیا کر رہا ہے۔ بے شمار لوگ اپنے جگر گوشوں سے اس وجہ سے تو ناراض رہتے ہیں کہ نکلنے پر پڑا رہتا ہے۔ ملازمت کی طرف توجہ نہیں کاروبار پر دھیان نہیں دیتا مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جو بچے سے اس لئے ناراض قطع تعلق کرے کہ نماز نہیں پڑھتا۔ احکام الہی کی بجا آوری میں سست رہے۔

جب کہ ہمارا کوئی لمحہ معامی کے منحوس سایوں سے خالی نہیں رہتا جس سے یقیناً گناہ کرنے والا اللہ کے نزدیک بے قدر و ذلیل ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا تو ارشاد باری و من ینہ اللہ . فما نہ من مکرم کے مطابق مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی۔

جب خدا کے خوف سے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑیں: اب اللہ کو راضی اور اپنے کو اللہ اور مخلوق کی نظروں میں ذلت و پستی سے بچانے کا علاج خود ہی اللہ و رسول ﷺ نے بتا دیا کہ اس کے حضور طلب مغفرت کے لئے توبہ اور رونے کا نسخہ آزمایا جائے یہ وہ نسخہ ہے کہ جس کے بارہ میں سید الکائنات ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ما من عبد مومن

يُخْرِجُ مِنْ عَيْنِهِ دُمُوعًا وَأَنْ كَانَتْ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ثُمَّ يَصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرُوجِهِ إِلَّا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ (رواہ ابن ماجہ)

”حضرت عبداللہ ابن مسعود سے ارشاد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہر وہ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر یعنی بہت معمولی مقدار میں کیوں نہ ہوں اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے خوبصورت چہرے پر پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔“

اپنے بیکار اور جھوٹے شہوات نفس کی تسکین کے لئے گناہوں کے پہاڑ، مصائب اور کلفتوں کو اپنے سر لینے کے بعد اس کے کفارہ اور دھونے کا جوگر اللہ نے بتایا اس کا یہ معاملہ بھی دنیاوی مالکوں و آقاؤں سے بالکل مختلف ہے یہاں کے اکثر آقا اپنے زیرِ عتاب لوگوں کو سرے سے معافی ہی نہیں دیتے اگر کوئی نرم دل معافی کا متنی ہو بھی تو سزا و عتاب و لعن و طعن کے بعد درگزر سے نوازتا ہے مگر اللہ کی شان کریمانہ و رحمانہ کو دیکھئے کہ اس کے حضور غلطی میں آہ و زاری کے چند قطرے بہانے سے گناہ دھل کر غفور درگزر کی نعمت سے نوازا جاتا ہے اور پرہان چند قطروں کی اللہ کے ہاں جواہیت ہے۔ اسے نبی امی نے اپنے قول زرین میں واضح فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي إِمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ شَيْئٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْقَطْرَتَيْنِ قَطْرَةَ دُمُوعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَ قَطْرَةَ دُمٍ يَهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - (رواہ الترمذی)

”حضرت ابوامامہ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک دو قطرے سے زیادہ محبوب کوئی اور چیز نہیں ایک تو خدا کے خوف سے بہایا ہوا آنسو کا قطرہ دوسرا خون ہے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو۔

تہائوں میں خدا کو یاد کرنے والے:

ترجمہ: ”وہ شخص جو اللہ کا ذکر تہائی میں کرے اور اس کے آنسو بہنے لگیں۔“

جنت کا حاصل کرنا اور اس کی طرف دوڑنا یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کو تمام امور پر مقدم رکھا جائے، برائی کا راستہ چھوڑ کر اطاعت و عبادت کے راستے پر چلا جائے، اور اگر زندگی میں فطرت بشری کے متعصبی اور ہوس و نفس امارہ بالسوء کی ترغیب و تحریص پر اطاعت و عبادت کا راستہ چھوڑ کر منکرات کا ارتکاب کیا جائے تو فوراً غفور الرحیم کی درگاہ میں استغفار و طلبِ عفو کا راستہ اختیار کر کے ابدی عذاب سے نجات حاصل کی جائے، دنیا کے مجازی مالک و محسن کی معمولی نافرمانی پر اس کے خوف و اذیت کے موہوم تصور سے نافرمانی کرنے والے کو اس وقت تک سکون میسر نہیں ہوتا جب تک اپنے مولیٰ و احسان کرنے والے کی رضا حاصل نہیں کرتا، تو حقیقی مالک الملک اور رب العالمین جس کے انعامات و احسانات کی کوئی حد ہی نہیں۔ عمر انسانی کا کوئی ایسا لمحہ ہی نہیں جو انعامات ربانی کے بغیر صحیح و سالم گزر سکے اور پھر ہمارے اکثر و بیشتر اعمال ایسے ہوتے ہیں جو کہ احکم الحاکمین کے حکم اور رضا کے برعکس اپنی

خواہشات اور شیطانی قوتوں کے تابع ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہم ہر وقت حق تعالیٰ کے غیض و غضب اور عذاب کے مستحق رہ کر اس ذات برحق کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں اور اس کی خفگی کو اپنے اوپر یقینی عذاب واذیت کی صورت میں از خود مسلط کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیاوی مجازی مالک و محسن کے عذاب کے مقابلہ میں حقیقی مالک و خالق جل جلالہ کا عذاب و مواخذہ ایسا ہے اگر اس کا حقیقی ادراک جیسے کہ ختم الرسل صاحب نے فرمایا ہے کیا جائے تو اپنے دنیاوی آسائشوں کو بھول جاؤ گے۔

عن ابی ذرؓ قال قال النبی صلعہ واللہ لو تعلمون ما علم لضحکم قلیلاً ولبکتیم کثیراً وما تلذذتم بالنساء علی الفرشات ولخرجتم الی الصعدات تجارون الہ اللہ۔ ترجمہ: ”ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم بہت کم ہنسو اور زیادہ رونے لگو اور بستر پر اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور یقیناً تم خدا سے فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ گے۔“

جیسا کہ رنج اٹھانے والوں اور ہوموم سے پریشان و تنگ آ جانے والوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ وہ گھروں سے مجنونانہ انداز میں نکل کر جنگل و صحرا میں دل کا بوجھ کم کرنے کے لئے گھومتے ہیں۔ پس وہ شخص بھی ان خوش قسمت مسلمانوں میں شامل ہے جن کو حق تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا جو تہائی میں اللہ کا ذکر کر کے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو بہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے کسی دنیاوی نفع و نقصان کو پیش نظر رکھ کر رویا جائے بلکہ دیدہ دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے رونے لگے اور غالبہ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلیں ایسے آدمی کو روزِ محشر کے سخت دن سایہ رحمت کے نیچے جگہ ملنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ ایک اکسین اخلاص کا وصف پایا جاتا ہے کہ تہائی میں یاد اللہ میں مشغول ہے دوسری وجہ یہ کہ اللہ کے عذاب کا خوف یا اللہ سے حصولِ جنت کا شوق دونوں میں رونا آتا ہے۔

ثابت بنائی کا ارشاد: علماء نے ثابت بنائی کی روایت سے ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے کہ وہ بزرگ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری کون سی دعا قبول ہوئی، لوگوں نے پوچھا کس طرح معلوم ہو جاتا ہے، فرمانے لگے کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ سید الکائنات ﷺ کی نظر میں اللہ کے حضور گڑ گڑانے، آہ و زاری اور رونے کی اتنی اہمیت کہ حضرت عائشہؓ اور دیگر توراۃ سے مردی ہیں کہ حضرت ﷺ کی دفعہ پوری پوری رات نماز اور دعا میں رورود کر مصروف عبادات رہتے یہاں تک کہ قدم مبارک سو جھ جاتے اور مبارک آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو پورے چہرہ و داڑھی کو تر کر دیتے۔ رونے کی اسی فضیلت و اہمیت کے پیش نظر آقائے نامداریہ ﷺ نے بھی اپنی امت کو اسی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔

(جاری ہے)